سرّ الشہادتین

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی

ترتیب و حواشی : نیّر ندیم

ناشر

احباب پبلشرز لکھنؤ ۱۸

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ کریم و آلہ

سر الشہادتین

از

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

ترتیب و حواشی: نیر ندیم

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض گذاری

دینِ اسلام میں کسی خاص ملک و مقام کے لیے الگ مذہبی یا "قومی کلیسائی نظام" نہیں ہے۔ تاہم امتِ مسلمہ میں لسانی، نسلی، تاریخی معاشرتی اور جغرافیائی اثرات کارفرما رہے ہیں اور مختلف علاقوں میں مختلف مسالک بروئے کار آئے ہیں۔ ایران میں شیعیت نے عروج پایا۔ نجد میں وہابیت کو فروغ ہوا کسی ملک میں شافعی مسلک کا رواج ہے کسی میں حنفی اور کسی میں حنبلی۔ اگر اس نقطۂ نظر سے اسلامیانِ ہند کی اکثریت کے عقائد، فقہی روایات اور مذہبی میلانات پر غور کیا جائے اور قرآن، حدیث، فقہ، تصوف کے سلسلے میں مجموعی طور پر ایک دستور العمل اور خالص مذہبی نظام تلاش کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے مرتب شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے اخلاف متعلقین ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ کے ایک بیٹے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تھے جو اپنے زمانے میں علماء اور مشائخ کے مرجع تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، عقائد

علم، کلام، تاریخ وغیرہ کے ممتاز عالم ہونے کے علاوہ اپنے بہترین حافظ، تعبیرِ خواب، وعظ، انشاء پردازی، مناظرہ اور مباحثہ میں ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات بہت سے علماء کے نزدیک قابلِ اعتماد ہیں۔

ان کی تصانیف و تالیفات میں درج ذیل کتب معروف ہیں۔

تفسیر فتح العزیز۔ (تفسیر عزیزی)

بستانِ محدثین عجالہ نافعہ (اصولِ حدیث میں)

میزان العقائد۔

فتاویٰ عزیزی۔

تحقیق الرؤیا (تعبیر خواب کے بارے میں)

ملفوظاتِ شاہ عبدالعزیز

تحفہ اثنا عشریہ

اور سر الشہادتین

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی شہرت کا ایک سبب "تحفہ اثنا عشریہ" بھی ہے۔ اس کتاب نے برِصغیر کی مذہبی فضا میں ایسی ہلچل مچادی کہ آج تک اسی کے اثرات محسوس کیے جاتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی تالیف "تحفہ اثنا عشریہ" بعض انتہا پسند عناصر میں وہابیت کے فروغ کا باعث بنی۔ یعنی کچھ لوگوں نے شاہ صاحب کی اس کاوشِ قلبی کو اہلِ بیتِ رسولؐ کی دشمنی کا مظہر سمجھا۔ ظاہر ہے کہ شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی یا ان کے خانوادے کا ہرگز ہرگز یہ

Presented by www.ziaraat.com

مقصود نہیں تھا۔ شاید اسی لیے شاہ محدث دہلویؒ کو "سر الشہادتین" تحریر کرنا پڑی، جس میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے واقعات شہادت، ان کے مراتب عالیہ اور ان کی شان میں احادیث مبارکہ اجمال اور اختصار سے پیش کی گئیں۔ یہ کتاب اہلِ اسلام میں اس درجہ مقبول ہوئی کہ برصغیر میں بارہا اس کی طباعت ہوئی، حواشی لکھے گئے اور ترجمے کیے گئے۔

آج جب کہ اسلام کے ماننے والے بیرونی خطرات سے دوچار ہیں۔ اور ان کا باہمی اتحاد پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ زیر نظر کتاب شیعہ سُنّی اتحاد اور دوستی کے باب میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کتاب سے مسلمانوں کے درمیان مفاہمت اور قربت کا روشن باب وا ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی جو ضرورت فی زمانہ محسوس کی جاتی ہے اس کے لیے مولانا محمد طیب مہتمم دیوبند کا یہ ارشاد پیش نظر رکھنا چاہیے کہ۔

"آج کے نازک دور میں جب کہ مسلمانوں کے سابقہ اختلافات کو بھی امکانی حد تک نقطۂ اعتدال پر لانے اور مسلمانوں کو وحدت کلمہ کی بنیاد پر متحد کرنے کی ضرورت تھی، مسلمانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ قدیم اور جدید اختلافات کی خلیج کو اور زیادہ وسیع کرنے کی نئی نئی صورتیں پیدا کی جا رہی ہیں جن سے مسلمانوں کا ضعف و انتشار اور بھی زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔

(شہید کربلاؓ اور یزید)

اختلافات کی اس مسموم فضا میں صورت حال اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ اگر کوئی

بندۂ خدا اتحاد بین المسلمین اور اعتدال و اخوت کی بات کرنا چاہتا ہے تو لوگ اس کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یا اس پر اعتبار کرنے میں تامل کرتے ہیں۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ سہرے ماننے کے قصیدہ خوان تو ہیں لیکن نگاہ و جستجو سے محروم ہیں۔ بہرحال میرے دل میں یہ لگن تھی کہ ایسی کتابوں کی عام اشاعت ضروری ہے۔ ان دنوں یہ کتاب مشکل سے دستیاب ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اسے حاصل کر کے افادۂ خاص و عام کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا

"حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت

کے سردار ہیں"

Presented by www.ziaraat.com

اسناد و ماخذ

سر الشہادتین (دہلی ۔ ۱۲۶۱ھ) سید علی اکبر
اظہار السعادت کے نام اس کا ترجمہ فارسی میں کیا۔ شاہ صا
کے ایک شاگرد مولوی سلامت اللہ دمشقی نے سر الشہا
کی شرح تحریر الشہادتین کے نام سے فارسی میں لکھ
جو ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی اور اس کے قلمی نسخہ علی
اور بانکی پور کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اس کتا
کی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے
بہت سے شرحیں حواشی اور تراجم بار بار اشاعت پذیر
جن میں چند درج ذیل ہیں

۱۲۶۱ھ مکتبہ مصطفائی ۔ ۱۲۸۶ھ مطبع نظا
کانپور ۔ ۱۲۸۸ھ مطبع احمدی۔ اس کے علاوہ مطبع اخبار
مطبع نامی اور مطبع نولکشور سے کئی کئی بار شائع ہو
پاکستان میں ادارہ تعلیمات الٰہیہ کراچی اور امامیہ پبلی
نے بھی اسے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔

حدائق الحنفیہ اور مولوی فقیر محمد لاہوری اور تذکر

علمائے ہند (از مولوی رحمان علی) میں شاہ عبدالعزیز صاحب رح
کے تذکرے میں جہاں دیگر کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ——
دونوں جگہ سر الشہادتین کا نام بھی شامل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا

"جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اس
نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے حسینؑ سے
عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت
رکھی۔"

Presented by www.ziaraat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ الْكَمَالَاتِ الَّتِیْ تَفَرَّقَتْ فِی الْاَنْبِیَاءِ
عَلَیْهِمُ السَّلَامُ قَدِ اجْتَمَعَتْ فِیْ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَدْ اُعْطِیَ الْخِلَافَةَ كَمَا اُعْطِیَ آدَمُ وَدَاوُدُ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَاُعْطِیَ
الْمُلْكَ كَمَا اُعْطِیَ سُلَیْمَانُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُعْطِیَ الْحُسْنَ كَمَا اُعْطِیَ
یُوْسُفُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُعْطِیَ الْخُلَّةَ كَمَا اُعْطِیَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
وَاُعْطِیَ الْكَلَامَ كَمَا اُعْطِیَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُعْطِیَ الْعِبَادَةَ كَمَا
اُعْطِیَ یُوْنُسُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاُعْطِیَ الشُّكْرَ كَمَا اُعْطِیَ نُوْحٌ عَلَیْهِ
السَّلَامُ وَقَدْ زِیْدَ لَهٗ كَمَالَاتٌ اُخَرُ مِنْ اَنْوَاعِ الْوِلَایَاتِ وَالْمَحْبُوْبِیَّةِ
الْمُطْلَقَةِ وَالْاِصْطِفَاءِ الْمُطْلَقِ وَالرُّؤْیَةِ وَالْقُرْبِ الْاَتَمِّ وَالشَّفَاعَةِ
الْعُظْمٰی وَالْجِهَادِ مَعَ اَعْدَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْكَمَالَاتِ
كَالْعِلْمِ الْوَسِیْعِ وَالْعِرْفَانِ الْاَتَمِّ وَالْقَضَاءِ وَالْفُتْیَا وَالْاِجْتِهَادِ

جو کمالات اور خوبیاں مختلف پیغمبران کرام میں علیحدہ علیحدہ موجود تھیں وہ ہمارے پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہو گئی تھیں۔ حضور اکرم کو خلافت ملی جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ حضرت کو سلطنت ملی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملی تھی۔ حضور اکرم میں خلت تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تھی۔ (خلت ایسی سچی دوستی کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا شکوہ اور ملال نہ ہو) اللہ تعالیٰ حضور اکرم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا آپ حضرت یونس علیہ السلام کی طرح عبادت گزار تھے۔ حضور اکرم بہت شکر گزار تھے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام۔ حضور اکرم میں اس سے بھی زیادہ کمالات تھے۔ ولایت تصرفات ہر قسم کے۔ سب طرح کی محبوبی ہر قسم کی مقبولیت۔ دیدار الٰہی۔ اللہ تعالیٰ سے قربت۔ شفاعت کبریٰ کی منزل پر فائز۔ کافروں سے جہاد۔ ان امور کے سوا اور بھی کمالات حضور

Presented by www.ziaraat.com

والاحتساب والقراءة وغيرها لكن بقي له كمال لم يحصل له

بنفسه وهي الشهادة والسر في عدم حصولها له بنفسه صلى الله

عليه وسلم انه لو استشهد في الحرب لادى ذلك الى كسر شوكة

الاسلام واختلال الدين في نظر العوام ولو استشهد غيلة وسرا

كما وقع لبعض خلفائه لم يشتهر امر شهادته بل ولا تمت الشهادة

لان تمام الشهادة ان يقتل الرجل في الغربة والكربة وان يعقر

جواده ويلقى جثته مطروحة ويقتل حوله جمع كثير من اعزة اصحابه

واقاربه وان ينهب ماله وان توسر نساءه وايتامه كل ذلك

في ذات الله فاقتضت حكمة الله تعالى ان يلحق هذا الكمال

العظيم بسائر كمالاته بعد وفاته وانقضاء ايام خلافته التي

تنافي المغلوبية والمظلومية برجال من اهلبيته بل باقرب

اقاربه واعز اولاده ومن يكون في حكم ابنائه حتى يلحق

حالهم بحاله ونسبة كمالهم في كماله فتوجهت

کی ذات میں تھے ۔ بے شمار علوم انتہائی درجہ کا عرفان ۔ جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنا بلکہ خط امتیاز کھینچنا ۔ فتوے دینا ، اجتہاد ، احتساب اور قرأت وغیرہ ۔ مگر ایک کمال باقی رہ گیا تھا وہ تھا شہادت کا مرتبہ یہ کمال حضورؐ کو بذات خود حاصل نہیں تھا ۔ اس میں بھی ایک راز تھا وہ یہ کہ اگر حضور اکرمؐ کسی جنگ میں شہید ہو جاتے تو اسلام کی شوکت متاثر ہوتی ۔ دین میں خلل پڑتا ۔ اگر لاعلمی میں آپ شہید ہو جاتے (جیسے کہ حضور اکرمؐ کے بعض خلیفہ شہید ہوئے) تو آپ کی شہادت مشہور نہ ہوتی بلکہ اسے مکمل شہادت بھی نہ کہا جا سکتا ۔ اس وجہ سے کہ مکمل شہادت اسی کا نام ہے کہ آدمی مسافری اور مشقت میں مارا جائے ۔ اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں ۔ اس کی لاش میدان میں پڑی رہے ۔ اس کے چاروں طرف اس کے معزز دوست اور اقرباء مارے جائیں اس کے اموال لوٹے جائیں ۔ اس کے ناموس اور یتیم بچے قید میں گرفتار ہوں اور یہ سب مصائب صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں ۔ حکمت الٰہی اور کارسازی نے یہ پسند کیا کہ یہ کمال بھی حضورؐ کو مل جائے ۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کو ملے ۔ حضور اکرمؐ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد دور خلافت گزرا مظلومیت اس کی مناسب نہیں ہے جو بالواسطہ ہو بلکہ اس کی مظلومیت مناسب تھی جو بلاواسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں میں ہو ۔ آپؐ کی اولاد میں بہت عزیز ہو ۔ جس کی منزلت کا رتبہ فرزند کے برابر ہو تاکہ انھیں کا

Presented by www.ziaraat.com

حال حضورؐ کے جمال میں شامل سمجھا جائے اور اس کا کمال حضورؐ کا کمال گردانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت نے اس امر پر توجہ کی اور حسنین علیہما السلام کو اپنے نانا کی نیابت عطا کی۔ یہ آئینے ہیں پرتو کمالِ محمدیؐ کے یہ دونوں۔ دو رخسار ٹھہرائے گئے حضور اکرمؐ کے جمال کے۔ چونکہ شہادت دو قسم کی مقرر کی گئی تھی۔ ایک پوشیدہ اور ایک مکمل طور سے ظاہر جو سب پر آشکار ہو۔ پہلی قسم کی شہادت ایک مخفی عمل تھا اس لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور جب شہادت ہوئی (امام حسن علیہ السلام) تب بھی شبہ رہا۔ یہ امر بیوی کے ہاتھ واقع ہوا۔ حالانکہ یہ رشتہ محبت سے عبارت ہے نہ کہ دشمنی سے۔ یہ سب اسی سبب سے ہوا کہ یہ شہادت پوشیدہ رکھی گئی تھی۔ اس کی بنیاد ہی پوشیدگی پر تھی اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اس کی خبر نہیں دی۔ نہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بتائی اور نہ کسی اور نے یہ خبر بہم پہنچائی تھی۔ چھوٹے صاحبزادے (امام حسینؑ) دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوئے اس کی بنیاد شہرت اور اعلانیہ تھی۔ سب سے پہلے وحی میں بزبان حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کا ذکر ہوا۔ فرشتوں کی زبان پر یہ بات آئی پھر مقام شہادت اور زمانہ شہادت کی خبر دی گئی۔ اس بات کو بہت زیادہ شہرت مل گئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسی بات کا ذکر علی الاعلان صفین کے سفر

Presented by www.ziaraat.com

عناية الله تعالى بعد انقضاء ايام الخلافة الى هذا الالحاق
فاستنابت الحسنين عليهما السلام مناب جدهما عليه افضل
الصلوات والتحيات وجعلتهما مرآتين لملاحته وخدين
الجماله ولما كانت الشهادة على قسمين شهادة سر
وشهادة علانية قسمت عليهما فاختص السبط الاكبر بالقسم
الاول ولما كان امرها مستورا لم يظهر لها ذكر في الوحي ولم يشع
امرها عند وقوعها ايضا حتى وقعت على يدي زوجته والزوجة
من علائق المحبة دون العداوة وكل ذلك لانه مبني على
الستر والاخفاء ولذلك لم يخبر به النبي صلى الله عليه وسلم
ولا امير المومنين رضي الله تعالى عنه ولا غيرهما واختص
السبط الاصغر بالقسم الثاني ولما كان مبنى امره على
الشهرة والاعلان انزل اولا في الوحي على لسان جبرئيل
عليه السلام وغيره من الملائكة ثم بتعيين المكان وتسميته

وَتَعْيِينِ الزَّمَانِ وَهُوَ رَأْسُ السِّتِّينَ ثُمَّ اشْتَهَرَ أَمْرُهُ وَأُعْلِنَ

ذِكْرُهُ عَلَى لِسَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فِي سَفَرِهِ إِلَى

صِفِّينَ ثُمَّ لَمَّا وَقَعَتْ وَاقِعَةُ الشَّهَادَةِ اشْتَهَرَ أَمْرُهَا بِانْقِلَابِ

التُّرْبَةِ دَمًا وَإِمْطَارِ الدَّمِ مِنَ السَّمَاءِ وَهَتْفِ الْهَوَاتِفِ بِالْمَرَاثِي

وَنُوحِ الْجِنِّ وَبُكَائِهِمْ وَطَوَافِ السِّبَاعِ حَافِظَاتِ الْجُثَّةِ وَ

دُخُولِ الْحَيَّاتِ فِي مَنَاخِرِ قَاتِلِيهِ إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَسْبَابِ

الشُّهْرَةِ لِيَطَّلِعَ الْحَاضِرُونَ وَالْغَائِبُونَ عَلَى وُقُوعِهَا بِإِبْقَاءِ

الْبُكَاءِ وَالْحُزْنِ الْمُسْتَمِرِّ وَتَذَكُّرِ تِلْكَ الْوَقَائِعِ الْهَائِلَةِ فِي

أُمَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَقَدْ بَلَغَتْ نِهَايَةَ الشُّهْرَةِ فِي الْمَلَاءِ الْأَعْلَى

وَالْأَسْفَلِ وَالْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَالْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالنَّاطِقِ وَالصَّامِتِ

إِذَا تَمَهَّدَتْ هٰذِهِ الْمُقَدَّمَةُ فَلْنَذْكُرْ مَا يَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْبَابِ مَعَ

الْإِشَارَةِ إِلَى مَا مَهَّدْنَا مِنَ الْمُقَدَّمَةِ فَنَقُولُ أَمَّا كَوْنُ السِّبْطَيْنِ

ابْنَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ وَجْهَانِ الْأَوَّلُ أَنَّ

میں کیا۔

جب شہادت کا واقعہ وقوع پذیر ہوا تو اس کی شہرت اس طرح ہوئی کہ مٹی خون بن گئی۔ آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ غیبی آواز سے مرثیے سُنے گئے۔ جن روئے اور انھوں نے نوحہ کیا۔ درندے آپ کی لاش کی نگہبانی کے لیے لاش کے گرد چکر لگاتے تھے۔ آپ کے قاتلوں کے نتھنوں میں سانپ گھسے۔ اس کے علاوہ بھی اس واقعہ کی شہرت پانے کے اور بھی اسباب تھے تاکہ حاضر اور غائب سب لوگ اس جاں گداز واقعہ سے باخبر ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں تا حیات اس رنج و غم اور دردناک مصائب کا تذکرہ اسی شہادت ظاہری کا ثمر ہے۔ اسی شہادت کا شہرہ عالم بالا میں ہے اور عالم خاک میں بھی۔ عالم غیب اور عالم ظاہر خواہ انسان ہوں یا جن، صاحب زبان ہوں یا خاموش ان کا مقدر ہے۔ اس تمہید کے بعد ان واقعات کا ذکر لازم ہے جن کا اشارۃً تمہید میں ذکر کیا گیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ دونوں نواسوں کو حضور کا بیٹا ہونا دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ نواسا بجائے بیٹے کے ہوتا ہے اسی لیے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت نے دونوں کو بیٹا فرمایا تھا۔ بہت سی روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں

Presented by www.ziaraat.com

البنت له حكم الابن ولقد ابعد عيسى عليه السلام في بني اسرائيل
والثاني النبي فقد ثبت بطرق متعددة ان النبي صلى الله عليه
وسلم قال هما ابناي وروى احمد في مسنده عن ابي اسحٰق
السبيعي عن هاني ابن هاني عن امير المؤمنين علي كرم الله وجهه
قال لما ولد الحسن رضي الله تعالى عنه جاء رسول الله عليه
وسلم فقال اروني ابني ما سميتموه قلت سميته حربا قال
بل هو حسن فلما ولد الحسين قال اروني ابني ما سميتموه
قلت حربا قال بل هو حسين فلما ولد الثالث قال اروني ابني ما سميتموه
قلت حربا قال بل هو محسن ثم قال اني سميتهم باسماء ولد هارون شبر
وشبير ومشبر واخرجه الطبراني في الكبير والدارقطني في الافراد
والحاكم والبيهقي وابن عساكر كلهم عن علي كرم الله وجهه واخرج
البغوي والطبراني عن سلمان رضي الله تعالى عنه مثله وفي
القاموس شبر كبقم وشبير كقمير ومشبر كمحدث ابناء

(امام حسن اور امام حسین) میرے بیٹے ہیں۔

احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ ابو اسحٰق سبیعی نے ہانی ابن ہانی سے اور انھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو دکھاؤ، تم نے کیا نام رکھا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں نے حرب نام رکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا نام حسن ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا، میرے بیٹے کو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ "حرب"۔ حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام حسینؑ ہے۔ اور پھر جب تیسرے صاحب زادے پیدا ہوئے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میرے بیٹے کو دکھاؤ، اور تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حرب۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اس کا نام محسن ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کے نام ہارون کی اولاد کے نام پر رکھے ہیں، یعنی شبر، شبیر اور مشبر۔

اسی روایت کو طبرانی نے "معجم الکبیر" میں دار قطنی نے کتاب الافراد میں حاکم، بیہقی اور ابن عساکر سب کے سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ بغوی اور

Presented by www.ziaraat.com

هارون عليه السلام واما كونهما مرئيتين كملاحظته صلى الله
عليه وسلم فمن وجهين الاول من جهة السيادة المطلقة
فقد اخرج النسائي والروياني والضياء عن حذيفة وابويعلى
عن ابي سعيد وابن ماجة عن ابن عمر وابن عدي عن ابن
مسعود وابونعيم بن علي والطبراني في الكبير عن عمر
وجابر والبراء واسامة بن زيد ومالك ابن الحويرث
والديلمي عن انس وابن عساكر عن عائشة وابن عمر وابن
عباس وابي رمثة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وزاد ابن ماجة
وغيره وابوهما خير منهما وعند الطبراني وابوهما افضل
منهما وزاد الحاكم وابن حبان وغيرهما الا ابني الخالة
عيسى ابن مريم ويحيى ابن زكريا ومن متفرعات هذه
المرائية كون محبتهما محبته وبغضهما بغضه صلى الله عليه

طبرانی نے اسی مفہوم کو حضرت سلیمان فارسی رض سے روایت کیا ہے

حسنین کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرتوِ جمال کا آئینہ ہونا دو دلیلوں سے ثابت ہے پہلی بات یہ ہے کہ یہ سیادت مطلقہ ہے۔ روایت کی ہے نسائی نے، رویانی نے اور ضیا نے حضرت حذیفہ رض سے، ابو یعلی نے ابو سعید سے، ابن ماجہ نے ابن عمر رض سے اور ابن عدی نے عبداللہ بن مسعود رض سے، ابو نعیم نے علی مرتضی رض سے طبرانی نے معجم کبیر میں عمر فاروق رض سے جابر، براء، اسامہ بن زید رض، مالک ابن حریث اور دیلمی نے انس رض سے۔ ابن عساکر نے حضرت عائشہ رض، عبداللہ ابن عمر رض عبداللہ ابن عباس رض اور ابی رمثہ سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حسن اور حسین رض جوانانِ جنت کے سردار ہیں"

ابن ماجہ نے اس روایت میں یہ بھی مزید کہا ہے کہ ان کے والد ان دونوں سے بہتر ہیں۔ طبرانی نے لکھا ہے کہ والد ان دونوں کے ان سے افضل تر ہیں۔ حاکم اور ابن حبان وغیرہ نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ سوائے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ ابن زکریا کے۔ اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؑ محبت رسولِ خدا ہے۔ اور ان کی عداوت گویا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت ہے۔ ابن عساکر وغیرہ نے عبداللہ

Presented by www.ziaraat.com

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا وَقَعَ فِي رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ وَغَيْرِهٖ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِي

وَالثَّانِي مِنْ جِهَةِ مُشَابَهَةِ الصُّوْرَةِ فَاِنَّهُمَا كَانَا كَالتَّصْوِيْرِ

لَهٗ فِي الظَّاهِرِ اَيْضًا فَقَدْ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ

اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُفَصَّلًا بِالتِّرْمِذِيِّ

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَصَحَّحَهٗ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ

اَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ

الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِي وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا

وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔

حسنینؑ کو حضورؐ سے مشابہت ظاہری بھی تھی گویا کہ دونوں نواسے حضورِ اکرمؐ کی تصویرِ ظاہری بھی تھے۔ بخاری نے انسؓ سے روایت کی ہے کوئی بھی حضرت سے مشابہ نہیں تھا بجز امام حسن اور حسین علیہما السلام میں بھی زیادہ مشابہت تھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ترمذی نے جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے بہت مفصل نہایت صحیح نقل کی ہے کہ حضرتِ امیرؑ نے فرمایا حسن بہت مشابہ ہیں۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھاتی سے سر تک اور حسینؑ بہت مشابہ ہیں حضرت نبیؐ کے سینے سے قدم تک

روایت کی ترمذی نے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؑ کو اٹھا لیا اور حسینؑ کو اٹھا لیا اور فرمایا کہ جو مجھ کو دوست رکھے گا اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے گا تو وہ شخص روزِ قیامت میرے ساتھ ہوگا۔ کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے پندرہ حج پا پیادہ کیے آپ کے اپنے کوتل گھوڑے آگے چلے جاتے تھے۔ دوبار تمام مال و اسباب خدا کی راہ میں دے ڈالا تین بار آدھا آدھا مال راہِ خدا میں تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ ایک جوڑا دے ڈالا اور ایک رکھا۔

Presented by www.ziaraat.com

وقال جعفر بن محمد عن ابيه قال حج الحسن خمس عشرة حجة
ماشيا ونجائبه تقاد بين يديه وخرج من ماله لله مرتين
وقاسم لله ماله ثلاث مرات حتى انه كان يعطي نعلا ويمسك
نعلا ويعطي خفا ويمسك خفا كان وفاته رضي الله تعالى
عنه سنة تسع واربعين على اصح الاقوال في اول او في
اخر صفر وهو المشهور وسبب موته ان زوجته جعدة
بنت الاشعث بن قيس سمته باغواء يزيد بن معاوية
وكان يزيد ضمن لها ان يتزوجها ففعلت فمرض الحسن
رضي الله تعالى عنه اربعين يوما ثم مات فبعثت جعدة
الى يزيد تسئله الوفاء بما وعدها فقال انا لم نكن نرضاك
للحسن افنرضاك لانفسنا فصارت ممن خسر الدنيا والاخرة
ذلك هو الخسران المبين وكان مرضه الاسهال الكبدي
وتقطع الامعاء ولما حضرته الوفاة جاء الحسين رضي

ایک موزہ دے ڈالا اور ایک رکھا۔

امام حسنؑ کی وفات ۴۹ھ میں ہوئی۔ اول یا آخر صفر میں۔ اور یہی مشہور ہے کہ امام حسنؑ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ کی ایک بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے یزید شقی بن معاویہ کے فریب دینے پر امامؑ کو زہر دے دیا۔ یزید نے اس امر پر اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ (کہ وہ حسنؑ کو زہر دے دے) اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ حسنؑ چالیس روز بیمار رہے اور پھر انتقال فرمایا۔ اس کے بعد جعدہ نے یزید پلید کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔ تو یزید نے جواب دیا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں تھی کہ حسنؑ کے پاس رہے۔ ہم اپنی جان کی خاطر کب راضی ہوں گے۔ وہ کم بخت ان لوگوں میں ہو گئی جنہوں نے دین اور دنیا دونوں برباد کیے اور یہ نقصان ظاہر ہے۔ آپ کی بیماری یہ تھی کہ جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلے گئے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر دریافت کیا کہ اے بھائی یہ حرکت کس نے کی ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا جی ہاں۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جس پر مجھے شک ہے تو اللہ بڑا سخت بدلہ لے گا۔

اور اگر وہ قاتل نہیں ہے جس پر گمان ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تم میرے لیے ایک بے گناہ کو مارو۔ امام حسنؑ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے کئی

Presented by www.ziaraat.com

الله تعالیٰ عنه فقال ای اخی من صاحبك قال تريد قتله
قال نعم قال لئن كان صاحبی الذی اظن الله اشد له
نقمة وان لم يكنه ما احب ان تقتل لی بری ثم قال
لقد سقيت السم مرارا وما سقيت مرة اشد من هذه
وكان عمره الشريف خمسة واربعين سنة وستة اشهر
الا اياما وقد ولد للنصف من شعبان سنة ثلث من
الهجرة على الصحيح وقيل فی رمضان هذا ما يتعلق
بالشهادة السرية التی اختص بها السبط الاكبر واما
الشهادة الجهرية التی اختص بها السبط الاصغر فهی
من اكبر الوقايع المشهورة وسبب شهرتها كونها جهرية
وسببها انه لما تملك يزيد وتسلطن وذلك فی رجب
سنة ستين بدمشق كتب الی الاقاليم لاخذ البيعة
له وكتب الی عامله بالمدينة الوليد بن عقبة ان ياخذ

بار زہر دیا گیا مگر اس قدر سخت زہر کبھی نہیں دیا گیا تھا۔ آپ کا سن مبارک ساڑھے چھیالیس سال سے کچھ دن کم تھا۔ آپ ۱۵ شعبان ۳ ہجری میں پیدا ہوئے بعض روایت میں آیا کہ رمضان میں پیدا ہوئے۔ یہ شہادت کا ماجرا مخفی تھا جس کا تعلق بڑے صاحبزادے سے تھا۔ جو شہادت چھوٹے صاحبزادے سے مخصوص ہوئی وہ بہت مشہور ہے۔ سبب ہی یہ ہے کہ یہ شہادت ظاہری ہے۔ جب کہ یزید پلید ماہ رجب ۶۰ھ میں شہر دمشق میں مالک اور بادشاہ بنا تو اس نے بیعت کے لیے سب علاقوں میں مراسلے بھیجے۔ اس نے عامل مدینہ ولید بن عقبہ کو لکھا کہ وہ امام حسین علیہ السلام سے بیعت طلب کرے۔ حسین علیہ السلام نے اس سے انکار کیا۔ کیوں کہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے مکے کی جانب کوچ کیا۔ امام حسینؑ نے مکے میں قیام فرمایا۔ یہ خبر اہل کوفہ کو معلوم ہوئی تو وہاں کے مختلف گروہوں نے متحد ہو کر امام حسین علیہ السلام کو لکھا کہ آپ ہمارے پاس آکر قیام کریں۔ ہم جان اور مال سے آپ کی مدد کریں گے اس میں انھوں نے بہت مبالغہ بھی کیا۔ آپ کو خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ آپ کو جب ڈیڑھ سو خطوط مختلف فرقوں اور گروہوں کی جانب سے ملے تو امام نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ وہ مسلم کی حمایت اور تائید کریں۔ حضرت مسلم کوفہ میں مختار بن عبید کے گھر اترے۔ بارہ ہزار آدمیوں

Presented by www.ziaraat.com

البیعة من الحسین علیه السلام فامتنع الحسین علیه السلام
من بیعته لانه کان فاسقاً مدمناً للخمر ظالماً وخرج الحسین
الی مکة لاربعٍ خلون من شعبان فدخل مکة واقام
بها ولما وصل الخبر الی اهل الکوفة اتفق منهم جمع کثیر
وکتبوا الی الحسین علیه السلام یدعونه الیهم ویبذلون
له بالقیام بین ایدیهم بانفسهم واموالهم والحّوا فی ذلک
وتتابعت الیه نحو مائة وخمسین کتاباً من کل طائفة وجماعة
فسیّر الیهم ابن عمه مسلم بن عقیل وحثهم علی نصرته و
حمایته فلما وصل مسلم الی الکوفة نزل فی دار المختار بن عبید وبایع
الحسین علی یدیه خلق کثیر اکثر من اثنی عشر الفاً فاطلع علی
ذلک النعمان بن بشیر والی الکوفة من جانب یزید وکان صحابیاً
فهدد الناس علی ذلک لکن اکتفی بمجرد التهدید ولم یتعرض
لاحد فکتب مسلم بن یزید الحضرمی وعمارة بن الولید بن

نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس امر کی اطلاع کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو ہوئی۔ وہ یزید کی جانب سے کوفہ کے حاکم تھے اور صحابی بھی شمار ہوتے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو ڈرایا دھمکایا۔ اس کے علاوہ کوئی تعرض نہیں کیا۔ ایک شخص مسلم بن حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے حضرت مسلم کے بیعت کا احوال یزید کو لکھ بھیجا۔ انھوں نے نعمان بن بشیر کی غفلت برتنے کا حال بھی لکھا۔ یزید نے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے اس کی جگہ عبداللہ ابن زیاد کو حاکم مقرر کیا جو بصرہ کا حاکم تھا۔ عبداللہ نے حجازی لباس زیب تن کیا اور امام حسینؑ کا روپ دھار کر رات کو جنگل کی جانب سے شہر میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اندھیری رات تھی۔ لوگ اسے سلام کرتے تھے اور آگے آگے ہجوم تھا اور کہتے تھے اے فرزند رسولؐ آپ کا آنا مبارک ہو۔ عبداللہ خاموشی سے چلتا رہا اور حاکم کی قیام گاہ تک پہنچ گیا۔ صبح ہوئی تو اس نے لوگوں کو جمع کیا۔ ان کے سامنے حکومت کا اجازت نامہ پڑھا اور انھیں بہت ڈرایا دھمکایا۔ یزید کی مخالفت کرنے پر دھمکیاں دیں۔ اور حضرت مسلم کے حامیوں میں پھوٹ ڈال دی۔ اس کے لیے اس نے حیلے اور تدبیر دونوں سے کام لیا۔ مسلم بن عقیل بانی بن عروہ کے گھر پوشیدہ ہو گئے۔ عبداللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو تھوڑی سی فوج لے کر بانی کے گھر بھیجا۔ اس نے بانی کو گرفتار کر لیا اور انھیں قید کر لیا۔ اس کے بعد کوفہ کے

Presented by www.ziaraat.com

عقبته الی یزید یخبرانه عن امر مسلم ومیل اهل الکوفة الیه
وتغافل النعمان بن بشیر عنه فعزل یزید النعمان وولی مکانه
عبید الله بن زیاد وکان والیا علی البصرة فتوجه عبید الله بن
زیاد من البصرة الی الکوفة ودخلها لیلا من جهة البادیة فی
لباس اهل الحجاز واوهم انه الحسین علیه السلام فاستقبله الناس
فی ظلمة اللیل وسلموا علیه ومشوا بین یدیه وقالوا مرحبا بک
یا ابن رسول الله قدمت خیر مقدم فسکت حتی دخل دار الامارة
فلما اصبح جمع الناس وقرء علیهم منشور الایالة وهددهم
وحذرهم عن مخالفة یزید وفرق جماعة مسلم بن عقیل بالحیلة
والتدبیر واختفی مسلم فی دار هانی بن عروة فارسل عبید الله محمد
بن اشعث مع فوج الی دار هانی بن عروة فحبسه و
حبس جمیع رؤساء الکوفة عنده فی القصر وانی الخبر مسلما
فنادی بشعاره فاجتمع معه اربعون الفا واحاطوا حول القصر

دیگر رؤسا اور شیوخ بھی قید کر لیے گئے اور انھیں دارالامارہ میں قید کر لیا گیا۔ یہ اطلاعات حضرت مسلم تک پہنچیں تو انھوں نے اپنے حامیوں کو جمع کیا۔ ان کے چالیس ہزار حامیوں نے اس محل کو گھیر لیا جہاں رئیسان شہر قید کیے گئے تھے۔ عبید اللہ نے مقید رؤساء کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے لوگوں کو سمجھائیں اور انھیں مسلم کی رفاقت سے روکیں۔ رئیسوں کے سمجھانے پر لوگ تتر بتر ہو گئے۔ شام تک حضرت مسلم کے ساتھ صرف ۵ سو آدمی رہ گئے تھے۔

اور جب اندھیرا ہوا تو وہ بھی فرار ہو گئے اور حضرت مسلم تنہا رہ گئے۔ حضرت مسلم متحیر ہوئے۔ ایک عورت کے گھر پہنچے اور پانی مانگا۔ اس نیک بخت عورت نے حضرت کو پانی پلایا اور اپنے گھر میں پناہ دی۔ اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا کارندہ تھا۔ اس نے محمد بن اشعث کو اطلاع دی۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد کو باخبر کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے کوتوال کوفہ عمر ابن حریث اور محمد ابن اشعث کو بھیجا۔ انھوں نے مسلم کی پناہ گاہ کو گھیر لیا۔ مسلم تلوار لے کر نکلے اور قتال کرنے لگے۔ محمد ابن اشعث نے حضرت مسلم کو امان دی۔ اور مسلم کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گیا۔ اس شقی نے حضرت مسلم کو قتل کر دیا اور ان کی لاش لوگوں کے سامنے پھینک دی۔ اس نے ہانی کو سولی پہ لٹکا دیا۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کا ہے۔ ابن زیاد نے حضرت مسلم کے دونوں بیٹوں محمد اور ابراہیم کو بھی شہید کر دیا۔ جس دن مسلم شہید

Presented by www.ziaraat.com

فامر عبيد الله الاسارى من رؤساء الكوفة ان يكلموا
عشائرهم ويردوهم عن رفاقة مسلم فكلموا هم فتفرقوا
كلهم وامسى مسلم في خمس مائة فلما اختلط الظلام ذهب
اولئك ايضا وبقى مسلم وحده فتردد في الطريق فاتى منزل
امراة فاستسقاها فسقته وادخلته في منزلها وكان ابنها
مولى لمحمد بن الاشعث فانطلق فاخبر محمدا واخبر محمد
عبيد الله فبعث عبيد الله عمرو بن حريث صاحب الشرط
ومحمد بن الاشعث فاحاط بالدار فخرج مسلم بسيفه يقاتلهم
فاتاه محمد بن الاشعث الامان فجاء به الى عبيد الله فضرب
عنقه والقى جثته الى الناس وصلب هانئا وكان ذلك
لثلث خلون من ذي الحجة سنة ستين من الهجرة وقتل
عبيد الله محمدا وابراهيم ابني مسلم ايضا معه وفي ذلك اليوم
خرج الحسين عليه السلام من مكة الى الكوفة وقيل كان

ہوئے اسی دن امام حسینؑ نے مکہ سے کوفہ کی جانب کوچ کیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ امام ۸ ذی الحجہ کو روانہ ہوئے۔ امامؑ کی روانگی کا سبب یہ تھا کہ مسلم بن عقیل نے جلد تشریف لانے کی تاکید کی تھی۔ جب آپ نے چلنے کی تیاری کی تو عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرؓ جابرؓ ابوسعید خدریؓ اور ابو واقدؓ نے انھیں سفر کرنے سے منع کیا۔ آپ نے کسی کی بات تسلیم نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد علی مرتضیٰؓ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب کعبہ کی بے حرمتی ہوگی۔ اور کہیں میں ہی وہ مینڈھا ثابت نہ ہوں۔ امامؑ نے اپنے خدامؑ اہل خانہ اور غلاموں کے ساتھ سفر کی تیاری کی۔ ان کی تعداد بیاسی تھی۔ آپ نے راستے میں مسلم کی شہادت اور مسلم کے حمایتوں کے درمیان تفرقہ کی خبر سنی۔ آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو مسلم کے بھائی کہنے لگے کہ ہم واپس نہیں لوٹیں گے۔ بلکہ اپنا بدلہ لیں گے یا قتل ہو جائیں گے۔ امام نے فرمایا کہ تمہارے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے۔ امام کوفہ کی جانب عازم سفر ہوئے جب کوفہ دو منزل دور رہ گیا تو حر بن یزید ریاحی راہ میں ملا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار سواروں کا لشکر تھا۔ یہ ابن زیاد کے حامی تھے۔ حر نے امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ مجھے عبداللہ بن زیاد نے بھیجا ہے اور مجھے حکم ہے کہ میں آپ کو اس کے پاس لے جائے بغیر نہیں چھوڑوں۔ واللہ میں مجبور ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

خروجه يوم التروية وكان سبب خروجه ان مسلم بن عقيل

كان قد كتب اليه يلتمس قدومه ولما تجهز بالخروج منعه عن

ذلك ابن عباس وابن عمر وجابر وابو سعيد الخدري وابو

واقد الليثي فلم يعتن بمنعهم وقال اني سمعت ابي يقول

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان كبشا

يستحل به مكة فلا اكون انا ذلك الكبش وسار معه اثنين و

ثمانين نفسا من اهل بيته وشيعته ومواليه فسمع في اثناء

الطريق بقتل مسلم وتفرق جماعته فقصد الرجوع فقال بنوا

عقيل والله لا نرجع حتى نصيب بثارنا او نقتل فقال الحسين

عليه السلام لا خير في الحيوة بعدكم ثم سار نحو العراق حتى

اذا كان على مرحلتين من الكوفة لقيه الحر بن يزيد الرياحي

ومعه الف فارس من اصحاب ابن زياد شاكي السلاح فقال

للحسين عليه السلام ان عبيد الله ابن زياد قد ارسلنا اليك

امام نے فرمایا کہ میں اس شہر میں خود نہیں آیا۔ میرے پاس بہت سے خطوط اور پیغام اس شہر سے پہنچے ہیں۔ تم اہلِ کوفہ میں سے ہو۔ اگر تم اپنی بیعت اور اقرار پر قائم ہو تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔ ورنہ میں واپس پلٹ جاتا ہوں۔ حُر نے کہا کہ مجھے نہ خطوط کا علم ہے نہ پیغاموں کو جانتا ہوں۔ میں واپس کوفہ بھی نہیں جا سکتا۔ میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں آپ کو ابنِ زیاد کے پاس لے کر ہی جاؤں گا۔ اس کے علاوہ بھی مزید بات چیت ہوئی۔

امام حسینؑ نے کوفہ کی بجائے کربلا کا راستہ اختیار کیا اور کربلا میں دوسری محرم کو اُترے۔ جب آپ کربلا پہنچے تو اس جگہ کا نام معلوم کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے کربلا کہتے ہیں۔ فرمایا یہ جگہ رنج اور بلا کی ہے۔ سب لوگ اُترے۔ ساز و سامان اتارا گیا۔ حُر کا لشکر بھی امام حسینؑ کے سامنے اُترا۔ ابنِ زیاد نے ایک خط امام حسینؑ کو بیعتِ یزید کے لیے لکھا۔ جب خط حضرت امام حسینؑ کو ملا اور انھوں نے پڑھا اور ایک طرف ڈال دیا۔ آپ نے ایلچی سے کہا اس کا جواب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ایلچی ابنِ زیاد کے پاس واپس لوٹا۔ ابنِ زیاد جواب سن کر غصے سے بھڑک اُٹھا۔ اس نے لوگ جمع کیے لشکر اکٹھا کیا اور اس کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو بنایا۔ عمر اس وقت "رے" کا حاکم تھا۔ اس نے امام سے لڑائی کے لیے جانے سے پہلو تہی کا اظہار کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ یا تو لڑائی کے لیے جانا ہوگا یا "رے" کی

Presented by www.ziaraat.com

وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَا اُفَارِقَکَ حَتّٰی اُقْدِمَ بِکَ اِلَیْهِ وَاَنَا وَاللّٰهِ کَارِهٌ
فَقَالَ لَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ لَمْ اَقْدِمْ هٰذَا الْبَلَدَ حَتّٰی اَتَتْنِیْ
کُتُبُ اَهْلِهٖ وَقَدِمَتْ عَلَیَّ رُسُلُهُمْ وَاَنْتُمْ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ
فَاِنْ دُمْتُمْ عَلٰی بَیْعَتِکُمْ دَخَلْتُ مِصْرَکُمْ اِنْصَرَفْتُ وَ اِلَّا
اِنْصَرَفْتُ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ هٰذِهِ الْکُتُبَ وَلَا الرُّسُلَ
وَلَا یُمْکِنُنِی الرُّجُوْعُ اِلَی الْکُوْفَةِ فَلَا اُفَارِقُکَ اَوْ اُقْدِمَ
بِکَ اِلَیْهِ وَطَالَ الْکَلَامُ بَیْنَهُمَا فَانْحَرَفَ الْحُسَیْنُ
عَنْ طَرِیْقِ الْکُوْفَةِ وَنَزَلَ بِکَرْبَلَاءَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ مِنَ
الْمُحَرَّمِ سَنَةَ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ وَلَمَّا نَزَلَ بِهَا سَاَلَ عَنْ
اِسْمِهَا فَقِیْلَ هٰذَا مَوْضِعٌ یُقَالُ لَهُ کَرْبَلَاءُ فَقَالَ هٰذَا مَوْضِعُ
کَرْبٍ وَبَلَاءٍ فَنَزَلَ الْقَوْمُ وَحَطُّوا الْاَثْقَالَ وَنَزَلَ الْحُرُّ وَجَیْشُهٗ
قِبَالَةَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَرْضَ کَرْبَلَاءَ ثُمَّ کَتَبَ ابْنُ زِیَادٍ
کِتَابًا اِلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یُطَالِبُهٗ اِلٰی بَیْعَةِ یَزِیْدَ فَلَمَّا وَرَدَ

حکومت چھوڑ کر گھر بیٹھنا ہوگا۔ عمر ابن سعد نے رے کی حکومت کو ترجیح دی۔ وہ امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کے لیے فوج لے کر چلا۔ بزمانہ ابن زیاد ایک ایک سردار کو گھوڑے کے لشکر کے ساتھ بھیجا گیا یہاں تک کہ عمر ابن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے جمع ہو گئے۔ وہ دریائے فرات کے کنارے اترا اور امام حسین علیہ السلام کے ہمراہیوں اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا۔

عمر ابن سعد کے ہمراہ وہی تھے جو امام حسین علیہ السلام سے لڑ رہے تھے جنہوں نے امام حسین کو خط لکھے تھے اور بیعت کی تھی۔ جب امام کو یقین ہو گیا کہ خط لکھنے والے بغیر لڑے نہیں مانیں گے تو امام نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے چاروں طرف خندق کھودیں۔ اس کا ایک دروازہ رکھا گیا کہ اس میں سے نکل کر لڑیں۔

ابن سعد کے لشکر نے گھوڑے کسے اور امام حسین علیہ السلام کو گھیر لیا اور امام کے رفقاء کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ امام ع کے اہل خاندان اور ساتھی ایک ایک کر کے شہید ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔ امام حسین نے بآواز بلند فرمایا۔ ہے کوئی ہے کہ اللہ کی خاطر ہماری فریاد کو پہنچے۔ ہے کوئی حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے والا۔ یہ سن کر حضرت یزید ریاحی نے بیش [illegible]ت کی۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے فرزند رسول میں سب سے

Presented by www.ziaraat.com

الكتاب على الحسين نقرأه والقاه وقال عليه السلام للرسول

ما له عندي جواب فرجع الرسول الى ابن زياد فاشتد غضبه

وجمع الناس وجهز العساكر وجعل مقدمها عمر ابن سعد

وكان واليا على الري فاستعفى من خروجه الى قتال الحسين

فقال له ابن زياد اما ان تخرج واما ان تترك ولاية الري

وتقعد في بيتك فاختار ولاية الري وطلع الى قتال الحسين

بالعساكر فما زال ابن زياد يجهز مقدمة طائفة من الناس

الى ان اجتمع عند عمر بن سعد اثنان وعشرون الفا ما بين

فارس وراجل فنزلوا بشاطئ الفرات وحالوا بين الماء وبين

الحسين عليه السلام واصحابه وكان اكثر من خرج معه لقتال

الحسين عليه السلام هم الذين كاتبوه وبايعوا الحسين عليه السلام

فلما تيقن ان القوم مقاتلوه امر اصحابه فاحتفروا حفرة

شبيهة بالخندق حول العسكر وجعلوا لها جهة واحدة

پہلے آپ کے مقابلے پر آیا تھا۔ اس وقت میں آپ کے گروہ میں شامل ہوں۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کی حمایت کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ تاکہ اس جاں نثاری کے بدلے میں مجھے آپ کے نانا کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

یہ کہہ کر حُر نے عمر سعد کے لشکر پر حملہ کیا۔ وہ گروہ بے دین سے خوب لڑے اور یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اُن کا بھائی، بیٹا اور غلام بھی شہید ہو گئے۔ پھر خوب جنگ ہوئی۔ امام حسین ؑ کے ہمراہی شہید ہو گئے۔ آپ کے بھائی صاحب زادے اور چچیرے بھائی بھی شہید ہوئے۔ اور آپ تنہا رہ گئے۔ آپ خود مقابل آئے آپ ننگی تلوار لے کر معرکہ آرا ہوتے۔ خوب لڑے۔ جو مقابل صف سے باہر نکلتا تو آپ اُسے قتل کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ لشکر اُمراء کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا۔ آخر کار امام زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔ آپ پر چاروں طرف سے تیر برسنے لگے شمر ذی الجوشن سامنے آیا وہ خیام اہل بیت اور امام حسین ؑ کے درمیان حائل ہو گیا۔ امام حسین علیہ السلام نے للکارا کہ اے گروہ شیطان تم پر خرابی ہو۔ میں تم سے ادھر لڑ رہا ہوں۔ تمہیں میرے اہل بیت سے کیا ہے۔ خواتین تو تم سے نہیں لڑ رہی ہیں۔ یہ سن کر شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عورتوں کی طرف جاؤ۔ اور اس شخص کو قتل کر دو۔ تمام تیر اور نیزے لے کر امام پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ امام زمین پر

Presented by www.ziaraat.com

يكون القتال منها وركب عسكر ابن سعد واحدقوا بالحسين
وزحفوا واقتتلوا ولم يزل يقتل من اهل الحسين عليه
السلام واصحابه واحد بعد واحد الى ان قتل منهم ما
نيف على خمسين رجلا فعند ذلك صاح الحسين عليه السلام
اما من مغيث يغيثنا لوجه الله اما من ذاب يذب عن
حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا بالحر بن يزيد الرياحي
الذي تقدم ذكره قد اقبل على فرسه اليه وقال يا ابن
رسول الله اني كنت اول من خرج عليك وانا الان في
حزبك فمرني ان اكون مقتولا في نصرتك لعلي انال
شفاعة جدك غدا ثم كر على عسكر عمر بن سعد فلم يزل
يقاتلهم حتى قتل معه اخوه وابنه ومولاه ايضا فالتحم
القتال حتى قتل اصحاب الحسين عليه السلام باسرهم ولم
واخوته وبنو عمه وبقي وحده فبارز بنفسه وسيفه

آ پڑے اور شہید ہو گئے۔ نصر بن خرشہ نے امامؑ کا سر کاٹنے کی کوشش کی مگر وہ نہ کاٹ سکا۔ خولی بن یزید گھوڑے سے اُترا اور اس نے سرِ حسینؑ قطع کیا۔ ایک روایت یوں ہے کہ شمر ملعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے کم بختو! اب کیا دیکھتے ہو اس شخص کو (امام) زخموں نے چور چور تو کر دیا ہے۔ یہ سنتے ہی امام حسین علیہ السلام پر تیروں اور نیزوں کا مینہ برسنے لگا۔ ایک ظالم کا تیر امام کے تالو کے پار ہو گیا۔ گھوڑے سے گر پڑے اور اسی حالت میں شمر نامراد نے چہرہ مبارک پر تلوار کا وار کیا۔ پھر سنانِ ابن انس نے نیزہ مارا۔ خولی اپنے گھوڑے سے اترا تاکہ امام کا سر کاٹے۔ اس کے بعد شبل بن یزید یعنی خولی کا بھائی گھوڑے سے اُترا اور اس نے سر مبارک کاٹ کر اپنے بھائی کے سپرد کیا۔ پھر وہ خیام اہلِ بیت میں گھس گئے۔ انھوں نے وہاں بارہ بچوں اور خواتین کو اپنی قید میں لے لیا۔ عمر ابنِ سعد اور شمر ذی الجوشن کے حکم سے سو گھوڑ سواروں نے امام حسین علیہ السلام کے لاشے کو روند ڈالا۔ سر مبارک کو بشیر ابن مالک اور خولی ابن یزید کے ذریعے ابنِ زیاد کو بھیج دیا گیا۔

امام حسین علیہ السلام کے اہلِ بیت میں حضرت علی ابن ابی طالب کے پانچ بیٹے۔ عباس، عثمان، محمد، عبداللہ اور جعفر شہید ہوئے۔ امام حسن علیہ السلام کے چار بیٹے قاسم، عبداللہ، عمر اور [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

مُصلَتٌ فِي يَدِهٖ فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ وَيَقْتُلُ مَنْ بَرَزَ اِلَيْهِ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمُ

الْكَثِيْرَ فَاَثْخَنَتْهُ الْجِرَاحَاتُ وَالسِّهَامُ تَاتِيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَاَقْبَلَ

الشِّمْرُ ذُو الْجَوْشَنِ السَّكُوْنِيُّ فِي كَتِيْبَتِهٖ فَحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ رَحْلِهٖ

وَحَرَمِهٖ فَصَاحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيْحَكُمْ يَا شِيْعَةَ الشَّيْطَانِ

اَنَا الَّذِيْ اُقَاتِلُكُمْ فَمَا لَكُمْ تَتَعَرَّضُوْنَ لِلْحَرَمِ فَاِنَّ النِّسَاءَ لَمْ

يُقَاتِلْنَكُمْ فَقَالَ الشِّمْرُ لِاَصْحَابِهٖ كُفُّوْا عَنِ النِّسَاءِ وَقَصَدُوْا الرَّحْلَ

فِيْ نَفْسِهٖ فَمَالُوْا بِالسِّهَامِ وَالرِّمَاحِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ شَهِيْدًا

وَجَزَّ رَاسَهٗ نَصْرُ بْنُ خَرَشَنَةَ فَلَمْ يَتَقَدَّمْ عَلٰى قَطْعِ رَاسِهٖ فَنَزَلَ خَوْلِيُّ بْنُ

يَزِيْدَ قَطَعَ رَاسَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ الشِّمْرُ لِاَصْحَابِهٖ وَيْلَكُمْ مَا تَنْتَظِرُوْنَ

بِالرَّجُلِ وَقَدْ اَثْخَنَتْهُ الْجِرَاحَاتُ فَتَوَالَتْ عَلَيْهِ السِّهَامُ وَالرِّمَاحُ

حَتّٰى وَصَلَ سَهْمُ شَقِيٍّ مِنَ الْاَشْقِيَاءِ اِلٰى حَنَكِهٖ فَسَقَطَ عَنِ الْفَرَسِ

وَضَرَبَهٗ شِمْرٌ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَدْرَكَهٗ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ النَّخَعِيُّ فَطَعَنَهٗ

بِرُمْحٍ وَنَزَلَ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ لِيَقْطَعَ رَاسَهٗ فَارْتَعَدَتْ يَدَاهُ فَنَزَلَ

امام حسین علیہ السلام کے اپنے دو بیٹے شہید ہوئے۔ ایک تو علی اکبر جو امامؑ کے سامنے خوب لڑے اور شہید ہوئے دوسرے عبداللہؓ صغیر سن تھے۔ وہ اپنے والدِ گرامی کی گود میں تھے کہ شقی کا ایک تیر لگا اور وہ جاں بحق ہو گئے۔ امام کے ساتھ عبداللہ بن جعفر طیار کے دو بیٹے عون اور محمد شہید ہوئے۔ عقیل ابن ابی طالب کے تین بیٹے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور جعفر شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب (شہداء) سے راضی ہو۔

امام دسویں محرم ۶۱ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کی عمر چھپن برس پانچ مہینے اور پانچ دن تھی۔

ابن زیاد بدنہاد کے حکم سے سر مبارک کوفہ کی گلیوں میں گھمایا گیا۔ پھر سر مبارک کو دیگر شہداء کے سروں کے ساتھ اور قیدی اہل بیت کے ہمراہ شمر ذی الجوشن کی نگرانی میں دمشق کی جانب یزید کے پاس بھیج دیا گیا۔ یزید نے اہلِ بیت اور سر مبارک کو امام زین العابدین کے ہمراہ مدینہ بھیج دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ہولناک واقعہ کی خبر دینا بذریعہ وحی جبرائیل علیہ السلام مشہور اور متواتر ہے۔ منجملہ حدیث، روایت کی ہے ابن سعد نے اور طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خبر دی جبرائیل نے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد ارض طف میں قتل کیا

Presented by www.ziaraat.com

جبرئیل وغیرہ من الملائکۃ فمشہور متواتر من ذالک ما
اخرجہ ابن سعد والطبرانی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل
بعدی بارض الطف وجاءنی بہذہ التربۃ فاخبرنی انہا مضجعہ
ومنہ ما اخرجہ ابو داود والحاکم عن ام الفضل بنت الحارث
ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اتانی جبرئیل فاخبرنی
ان امتی ستقتل ابنی ہذا یعنی الحسین واتانی بتربۃ من تربتہ
حمراء واخرج احمد ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال دخل علی
البیت ملک لم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابنک ہذا یعنی
حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل
فاخرج تربۃ حمراء واخرج البغوی فی معجمہ من حدیث
انس رضی اللہ تعالی عنہ قال استاذن ملک المطر ربہ ان یزور
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاذن لہ والنبی صلی اللہ علیہ والہ

جلے گا۔

آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے مٹی لائے اور مجھ سے کہا کہ یہی ان کی تربت گاہ ہوگی۔ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس آئے جبریل علیہ السلام پھر مجھے خبر دی کہ قریب ہے کہ میری امت قتل کرے میرے اس بیٹے کو (یعنی امام حسینؑ) اور مجھے تھوڑی سی سرخ مٹی دی (اس زمین کی جہاں امام شہید ہوں گے)

امام احمد بن حنبلؒ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میرے گھر میں آیا ایک فرشتہ جو اس سے پہلے کبھی میرے گھر نہیں آیا تھا۔ اور مجھ سے کہا کہ آپ کا یہ بیٹا یعنی حسین علیہ السلام قتل ہوگا اور اگر آپؐ چاہیں تو آپؐ کو اس زمین کی مٹی دکھاؤں جہاں یہ فرزند شہید ہوگا۔ پھر اس فرشتے نے تھوڑی سی سرخ مٹی نکالی۔ امام بغوی نے روایت کی ہے اپنی معجم میں بحوالہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ حضرت انسؓ نے کہا کہ بارش کے موکل فرشتہ نے پروردگار سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اجازت مانگی۔ اسے اجازت مل گئی۔ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے ام سلمہؓ کو ہدایت فرمائی کہ کوئی اندر نہ آئے۔ وہ

Presented by www.ziaraat.com

أخوه شبل ابن يزيد قطع رأسه ودفعه إلى أخيه خولي
ثم دخلوا على الحرم وأسروا اثني عشر غلاما من بني هاشم ومن
كان من النساء وأمر عمر بن سعد وشمر نفرا فركبوا خيولهم
وأوطئوا الحسين عليه السلام وأرسلوا رأس المكرم مع
بشير بن مالك وخولي بن يزيد إلى ابن زياد واستشهد
مع الحسين عليه السلام من أهل بيته العباس
وعثمان ومحمد وعبد الله وجعفر وبنو علي
ابن أبي طالب والقاسم وعبد الله وعمر وأبو بكر
بنو الحسن بن علي وقتل معه ابناه علي الأكبر
فإنه قاتل بين يدي أبيه حتى قتل شهيدا وعبد
الله قتل صغيرا بكربلاء جاءه سهم شقي وهو
في حجر أبيه فقتله وقتل معه محمد وعون ابنا
عبد الله ابن جعفر وعبد الله وعبد الرحمن

دروازے کی نگہبانی فرما رہی تھیں کہ امام حسین اندر چلے آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھولنے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں گود میں لے کر چومنے لگے۔ تب فرشتے نے کہا کیا آپ انھیں بہت پیار کرتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا "ہاں"۔ فرشتے نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب انھیں قتل کرے گی۔ اور اگر آپ فرمائیں تو آپ کو وہ مقام بھی دکھاؤں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے۔ آپ کو دردری بالو یا سرخ مٹی دکھائی۔ حضرت ام سلمہؓ نے اسے اپنے کپڑے میں لے لیا۔

ثابت نے کہا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ زمین کربلا ہے۔ اسی کو ابو حاتم نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ امام احمد کے صاحبزادے نے کتاب زیادۃ المسند میں یوں روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر مجھے سرخ مٹی دی۔ حاکم بیہقی نے امام افضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امام حسینؑ کو لے کر گئی۔ میں نے امام حسینؑ کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی۔ مزید برآں جبریلؑ نے مجھے حسینؑ کے مقتل کی مٹی بھی دی ہے۔ اسحق ابن راہویہ، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے

Presented by www.ziaraat.com

وجعفر بن عقيل بن أبي طالب رضي الله تعالى
عنهم وكانت شهادته يوم عاشوراء سنة إحدى
وستين من الهجرة وله يومئذ ستة وخمسون
سنة وخمسة أشهر وخمسة أيام وأمر الشقي
ابن زياد بالرأس المكرم فدير به في سكك
الكوفة ثم أرسله مع رؤوس سائر الشهداء
وسبايا أهل بيته إلى يزيد بن
معاوية مع شمر ذي الجوشن وكان بدمشق
ثم وجه ذرية الحسين عليه السلام
ورأسه مع علي بن الحسين عليه السلام
إلى المدينة إنا لله وإنا إليه راجعون وأما
إخبار النبي صلى الله عليه وآله وسلم بهذه
الواقعة الهائلة من جهة الوحي بواسطة

روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے سوئے تھے ایک دن جاگ پڑے۔ آپ غمگین تھے اور آپ کے دست مبارک میں سرخ رنگ کی مٹی تھی۔ آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا مٹی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ حسینؑ عراق کی سرزمین پر قتل کیا جائے گا اور یہ مٹی اسی جگہ کی ہے۔

بیہقی اور نجم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ مینہ برسانے والے فرشتے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی اجازت مانگی۔ اسے اجازت ملی۔ اتنے میں امام حسین علیہ السلام حضورؐ کے شانے پر جھولنے لگے۔ فرشتے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ان صاحبزادے کو بہت پیار کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ انہیں آپ کی امت قتل کرے گی۔ اور اگر آپ خواہش کریں تو آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ صاحبزادے مقتول ہوں گے۔ پھر فرشتے نے ہاتھ مارا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ مٹی دکھائی۔ اس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لیا اور اپنے پاس کپڑے کی پوٹلی باندھ کر رکھی۔ انسؓ نے کہا کہ ہم سنا کرتے تھے کہ حسینؓ کربلا میں شہید ہوں گے۔

ابونعیم نے روایت کی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام

Presented by www.ziaraat.com

وسلم في بيت ام سلمة فقال يا ام سلمة احفظي علينا

الباب لا يدخل احد فبينا هي على الباب اذ دخل الحسين عليه

السلام فاقتحم فوثب على رسول الله صلى الله عليه وآله

وسلم فجعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يلثمه ويقبله

فقال له الملك اتحبه قال نعم قال ان امتك ستقتله وان

شئت اريك المكان الذي يقتل به فاراه فجاء بسهلة او تراب

احمر فاخذته ام سلمة فجعلته في ثوبها قال ثابت كنا نقول

انها كربلاء واخرجه ايضا ابو حاتم في صحيحه وفي رواية ابن احمد

في زيادة المسند قال ثم ناولني كفا من تراب احمر واخرج

الحاكم والبيهقي عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت

على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوما بالحسين فوضعته

في حجره ثم حانت مني التفاتة فاذا عينا رسول الله صلى الله

عليه وآله وسلم تهريقان من الدموع فقال اتاني جبرئيل

نازل ہوئے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے کہا کہ اے محمدؐ! آپ کی اُمّت اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ اس کے بعد حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ انھوں نے آپ کو تھوڑی سی مٹی دی۔ حضرتؐ نے اس مٹی کو دیکھا اور فرمایا کہ اس میں رنج و بلا کی بُو آتی ہے پھر حضرتؐ نے حضرت اُم سلمہؓ سے فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہوا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو شیشے میں بند رکھا۔

ابن عساکر نے امام حسنؑ کے پوتے محمد سے روایت کی ہے کہ ہم کربلا کی دو نہروں پر امام حسینؑ کے ساتھ تھے۔ کہ امام حسین علیہ السلام نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا اور فرمایا۔ اللہ سچا ہے اور اس کا رسولؐ سچا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ گویا میں یعنی (رسول خداؐ) دیکھتا ہوں کہ ایک ابلق کتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے شمر ذی الجوشن کوڑھی تھا۔

ابن سکن اور بغوی نے کتاب صحابہ میں روایت کی ہے اور ابو نعیم نے سحیم سے کہ انس بن حارثؓ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض کربلا میں قتل ہوگا۔ اور جو شخص وہاں موجود ہو اس پر نصرت حسینؑ فرض ہے۔ اس لیے انس بن حارثؓ کربلا تشریف لے گئے اور امام حسینؑ کے ساتھ انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

فاخبرني ان امتي تقتل ابني هذا واتاني بتربة حمراء واخرج
ابن راهويه والبيهقي وابو نعيم عن ام سلمة ان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم اضطجع ذات يوم فاستيقظ
وهو خاثر وفي يده تربة حمراء يقلبها قلت ما هذه التربة
يا رسول الله قال اخبرني جبرئيل ان هذا يعني حسين يقتل
بارض العراق وهذه تربتها واخرج البيهقي وابو نعيم عن
انس قال استاذن ملك المطر ربه ان ياتي رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم فاذن له فدخل الحسين فجعل يقع على
منكب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال الملك اتحبه قال
النبي صلى الله عليه وآله وسلم نعم قال فان امتك تقتله
وان شئت اريتك المكان الذي يقتل فيه فضرب بيده
فاراه ترابا احمر فاخذته ام سلمة فصرته في ثوبها فكنا
نسمع انه يقتل بكربلا اخرج ابو نعيم عن ام سلمة قالت كان

بیہقی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ایک روز حسین علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بالاخانے پر تشریف لائے اس وقت وہاں پر جبرئیل علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی اُمت انھیں شہید کرے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں وہ زمین بھی آپ کو دکھلاؤں۔ جہاں یہ شہید ہوں گے۔ حضرت جبرئیلؑ نے عراق کے بے آب وگیاہ میدان کی طرف اشارہ کیا اور وہاں کی سُرخ مٹی لے کر حضورؐ کو دکھلائی۔

بیہقی نے یہ حدیث ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہؓ سے موصول روایت کی ہے۔

بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا جب عبداللہؓ ابن عمرؓ مدینے آئے اور انھیں معلوم ہوا کہ حسین علیہ السلام عراق کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔ عبداللہ ابن عمرؓ حسینؑ سے وہاں ملے جہاں زیدہ دو منزل پر تھا۔ عبداللہ ابن عمر نے امام کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اختیار دیا تھا کہ وہ آخرت اور دنیا میں سے جسے چاہیں اختیار کریں تو حضرتؐ نے آخرت کو اختیار کر لیا اور دنیا کو طلب نہیں کیا۔ تم حضورؐ کے جگر پارے ہو۔ واللہ تم میں سے کسی کو کچھ دنیا نہیں ملے گی۔ اور دنیا جدا رہے گی۔ اس میں آپ کے واسطے بہتری ہے۔ اس لیے آپ واپس لوٹ چلیں۔ امامؑ نے واپسی کا ارادہ نہیں کیا تو ابن عمرؓ نے امامؑ سے گلے

Presented by www.ziaraat.com

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ فِيْ بَيْتِيْ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
اِنَّ اُمَّتَكَ تَقْتُلُ ابْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ وَاَوْمٰى اِلَى الْحُسَيْنِ
وَاَتَاهُ بِتُرْبَةٍ فَشَمَّهَا ثُمَّ قَالَ رِيْحُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ وَقَالَ يَا اُمَّ
سَلَمَةَ اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِيْ اَنَّ ابْنِيْ قَدْ قُتِلَ
فَجَعَلَتْهَا فِيْ قَارُوْرَةٍ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ
قَالَ كُنَّا مَعَ الْحُسَيْنِ بِنَهْرِيْ كَرْبَلَاءَ فَنَظَرَ اِلَى الشِّمْرِ ذِي الْجَوْشَنِ
فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى كَلْبٍ اَبْقَعَ يَلِغُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَكَانَ شِمْرٌ اَبْرَصَ
وَاَخْرَجَ ابْنُ السَّكَنِ وَالْبَغَوِيُّ فِيْ صَحَابَةٍ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ مِنْ طَرِيْقِ سُحَيْمٍ
عَنْ اَنَسِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا يُقْتَلُ بِاَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ فَمَنْ شَهِدَ
ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَنْصُرْهُ فَخَرَجَ اَنَسُ بْنُ الْحَارِثِ اِلٰى كَرْبَلَاءَ فَقُتِلَ
بِهَا مَعَ الْحُسَيْنِ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ بِنْ

مل کر کہا کہ اے شہید ہونے والے میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

عبداللہ ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ ہمیں اس امر میں شک نہیں تھا اور اہل بیت میں اکثریت کو یقین تھا کہ حسینؑ کربلا میں شہید ہوں گے۔

ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے کہ یحییٰ نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ صفین کی جانب کوچ کیا۔ جب نینوا کے قریب پہنچے تو حضرت علیؓ نے پکار کر کہا "اے ابا عبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا"۔ میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضورؐ نے خبر دی ہے اور انؐ سے جبرئیلؑ نے کہا ہے کہ حسینؑ فرات کے کنارے شہید ہو گا اور انہیں وہاں کی مٹی دکھائی تھی۔

ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ اصبغ نے کہا کہ ہم علی علیہ السلام کے ہمراہ قبر گاہ حسینؑ پر آئے تھے۔ جناب علیؓ نے بتایا کہ یہ شہیدوں کے اونٹ بندھنے کی جگہ ہے" یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے، یہ ان کا خون بہنے کا مقام ہے۔ اہل بیت محمدؐ کے بہت سے جوان اس میدان میں قتل کیے جائیں گے۔ اور ان پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

حاکم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ ابن زکریا کے بدلے میں ستر ہزار افراد قتل کیے تھے اور

Presented by www.ziaraat.com

عبد الرحمن ان الحسين دخل على النبي صلى الله عليه وسلم
وعنده جبرئيل في مشربة عائشة فقال له جبرئيل ستقتله امتك
وان شئت اخبرتك بالارض التي يقتل فيها فاشار جبرئيل بيده
الى الطف بالعراق فاخذ تربة حمراء فاراه اياها واخرجه من طريق
آخر عن ابي سلمة عن عائشة موصولا واخرج البيهقي عن الشعبي
قال ان ابن عمر قدم المدينة فاخبر ان الحسين قد توجه الى العراق
فلحقه في مسيرة ليلتين من الربذة فقال له ان الله تعالى خير
نبيه بين الدنيا والآخرة فاختار الآخرة ولم يرد الدنيا وانكم
بضعة منه والله لا يليها احد منكم ابدا وما صرفها الله تعالى
عنكم الا للذي هو خير لكم فارجعوا فابى فاعتنقه ابن عمر وقال
استودعك الله تعالى من قتيل واخرج الحاكم عن ابن عباس
قال ما كنا نشك واهل البيت متوافرون ان الحسين يقتل
بالطف واخرج ابو نعيم عن يحيى الحضرمي انه سافر

تیرے نواسے کے بدلے مجھے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کرنا ہیں۔

احمد اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دن دوپہر کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لہو سے بھرا ہوا شیشہ ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ یہ حسینؑ اور اس کے رفقاء کا خون ہے جسے میں آج صبح سے اٹھا رہا ہوں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس دن کو یاد رکھا پھر مجھے اسی دن حسینؑ کی شہادت کی خبر ملی یعنی معلوم ہوا کہ خواب والے دن ہی حسینؑ شہید ہوئے تھے۔

حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا آپ کی داڑھی اور سر خاک آلود تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ یہ کیا حال ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں ابھی ابھی مقتل حسینؑ پر گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب ابن ہاشم۔ آپ کے والد ماجد حضرت عباسؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔ ولادت شعب ابی طالب میں ہوئی۔ ہجرت سے تین یا پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ گیارہ سال کی عمر میں مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ خلافت اول [illegible] پس منظر میں رہے۔ تاہم خلافت دوم اور سوم میں اہم اور نمایاں رہے۔ حضرت علیؓ سے وہ [illegible] اہم خدمات انجام دیں۔ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے طرفدار رہے۔
حضرت عبداللہ ابن عباس نے ۶۸ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

Presented by www.ziaraat.com

مع علیٍ الی صفین فلما حاذی بنینوی نادا صبراً ابا عبد الله

بشط الفرات قلت ماذا قال ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم

قال حدثنی جبرئیل ان الحسین یقتل بشط الفرات وارانی قبضة

من تربته واخرج ابو نعیم عن اصبغ بن نباتة قال اتینا مع

علی علیه السلام علی موضع قبر الحسین فقال ههنا مناخ رکابهم

بهذه العرصة تبلی علیهم السماء والارض واخرج الحاکم

وصححه عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال اوحی الله

تعالی الی محمد صلی الله علیه وآله وسلم انی قتلت بیحیی ابن

زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا واخرج

احمد والبیهقی عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال

رایت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی النوم ذات یوم

نصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم فقلت ما

هذه قال دم الحسین واصحابه لم ازل التقطه منذ الیوم فاحصی

بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے کہ جب آپ امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ جب صبح ہوئی تو ہمارے گھڑے اور مٹکے خون سے بھرے ہوئے تھے۔

بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ زہری نے کہا کہ انھیں خبر پہنچی ہے کہ جس دن حسینؑ شہید ہوئے اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ تازہ سُرخ خون نکلتا تھا۔

بیہقی نے امام حبان سے روایت کی ہے کہ جس دن حسینؑ شہید ہوئے ہم پر تین دن اندھیرا رہا۔ جس نے زعفران مُنہ پر ملی اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کا جو پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے تازہ سُرخ خون نکلا۔

بیہقی نے جمیل بن مرہ سے روایت کی ہے کہ جس دن حسینؑ شہید ہوئے یزید کے لشکر والے فوجِ حسینی کے کئی اونٹ پکڑ کر لے گئے۔ انھوں نے اونٹ ذبح کیے اور پکایا وہ اس قدر کڑوے نکلے جیسے اندرائن کا پھل اور کوئی بھی انھیں نہ کھا سکا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے سفیانؒ سے روایت کی ہے کہ اس کی دادی نے اسے یوں بتایا کہ جس دن حسینؑ شہید ہوئے ورس راکھ ہو گئی۔ اور گوشت ایسا ہو گیا جیسے اس میں آگ بھری ہوئی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ذٰلِكَ اَنَّوْنَتْ نُوْجِدَتْ قَدْ قُتِلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ

وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ

اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ

عَنْ بَصْرَةَ الْاَزْدِيَّةِ قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا

فَاَصْبَحْنَا وَحِبَابُنَا وَجِرَارُنَا وَكُلُّ شَيْءٍ لَنَا مَلْاٰنُ دَمًا وَاَخْرَجَ

الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ

لَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ مِنْ اَحْجَارِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ دَمٌ

عَبِيْطٌ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اُمِّ حَيَّانَ قَالَتْ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ

اَظْلَمَتْ عَلَيْنَا ثَلَاثًا وَلَمْ يَمَسَّ مِنَّا اَحَدٌ مِنْ زَعْفَرَانِهِمْ شَيْئًا يَجْعَلُهٗ

عَلٰى وَجْهِهٖ اِلَّا احْتَرَقَ وَلَمْ يُقْلَبْ حَجَرٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهٗ

دَمٌ عَبِيْطٌ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَمِيْلِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ اَصَابُوْا اِبِلًا فِيْ

عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ يَوْمَ قُتِلَ فَنَحَرُوْهَا وَطَبَخُوْهَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلْقَمِ

بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے کہ علی بن مسہر نے اپنی دادی سے سنا کہ جب حسینؑ شہید ہوئے تو چند روز آسمان روتا رہا۔

ابونعیم نے روایت کی ہے کہ حبیب ابن ثابت سے کہ انہوں نے سنا کہ جن یہ شعر پڑھ کر حسینؑ پر روتے تھے۔

ترجمہ:۔ اس جبین کو نبیؐ نے چوما اس کے ماں باپ قریش کی جان تھے۔ اس کے نانا ہر جہاں سے بہتر ہیں۔

ابونعیم طریق حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد جنوں کا رونا نہیں سنا تھا مگر آج کی رات۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا ہے پھر حضرت ام سلمہؓ نے اپنی کنیز سے کہا کہ گھر سے باہر نکل کر معلوم کر۔ تب معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوئے۔ جن نوحہ کر رہے تھے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نام ہند کنیت ام سلمہ ہے۔ بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ والد کا نام ابوامیہ حذیفہ تھا جو زاد الراکب کے نام سے مشہور تھے۔ پہلی شادی اپنے چچیرے بھائی عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوئی۔ پہلے حبشہ ہجرت کی دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی۔ حضرت ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں۔ پچاسی سال عمر پائی ۶۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ کربلا کا واقعہ (شبلی نعمانی سیرت النبی) ان کی زندگی میں ہی وقوع پذیر ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

ثما استطاعوا ان يسيغوا منها شيئا واخرج البيهقي وابو

نعيم عن سفيان قال حدثني جدتي قالت لقد رايت الورس

عاد رمادا ولقد رايت اللحم كان فيه النار حين قتل الحسين و

اخرج البيهقي عن علي بن مسهر قال حدثني جدتي قالت كنت

ايام قتل الحسين جارية شابة فكانت السماء اياما تبكي له و

اخرج ابو نعيم من طريق سفيان عن جدته قالت شهد رجلان

قتل الحسين فاما احدهما فطال ذكره حتى كان يلفه واما

الاخر فكان يستقبل الراوية بفيه حتى ياتي على اخرها ثما

يروى واخرج ابو نعيم عن حبيب بن ثابت قال سمعت الجنة

تنوح على الحسين وهي تقول شعر مسح النبي جبينه ۔

فله بريق في الخدود ابواه في عليا قريش

وجده خير الجدود واخرج ابو نعيم من طريق حبيب بن

ثابت عن ام سلمة قالت ما سمعت نوح الجن منذ قبض

ابو نعیم نے مزید ابن جابر بن حضرمی سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی والدہ سے سُنا کہ انھوں نے جنوں کو حسینؑ پر روتے سُنا۔ ابن عساکر نے منہال ابن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں شہر دمشق میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ نیزے پر سر حسینؑ کو لے جایا جا رہا ہے۔ سر مُبارک کے آگے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ سورہ کہف کی اس آیت پر پہنچا کہ کیا تو نے جانا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری قدرت کی نشانیوں سے عجوبہ تھے تو اللہ نے سر مُبارک کو گویا کر دیا۔ سر مُبارک نے کہا کہ میرے قتل کا قصہ اصحاب کہف کے قتل سے عجیب تر ہے۔

اصحاب کہف کو قرآن مجید میں اصحاب الکہف والرقیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہف عربی میں غار کو کہتے ہیں۔ رقیم کے لغوی معنی ایسی لوح یا تختی کے ہیں جس پر کوئی تحریر لکھی ہوئی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کسی جگہ کا نام ہے۔

چند نوجوان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے تھے وہ اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے ایک غار میں پناہ گزین ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی۔ ایک مدت کے بعد ان کی آنکھ کھلی تو ایک آدمی سکے لے کر بازار اشیاء خوردنی لینے گیا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت بڑی مدت سوتے رہے۔

اصحاب کہف کے قصے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی قرار دیا ہے کیونکہ اس میں عبرت حیرت اور نصیحت سب کچھ ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے مطابق ان کی تعداد سات تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلا الليلة وما أرى ابني
إلا قد قتل يعني الحسين فقالت لجاريتها أخرجي فاسئلي
فاخبرت أنه قد قتل وإذا الجنة تنوح شعر ألا يا عين
فابتهلي بجهد -

ومن يبكي على الشهداء بعدي على رهط تقودهم المنايا
إلى متجبر في ملك عهدي

وأخرج أبو نعيم عن مزيدة ابن جابر الحضرمي عن أمه
قالت سمعت الجن تنوح على الحسين وهي تقول شعرا نعي
حسينا هبلا -

كان حسينا جبلا، وأخرج ابن عساكر عن المنهال بن عمرو
أنا والله رأيت رأس الحسين حين حمل وأنا بدمشق وبين
يدي الرأس رجل يقرأ سورة الكهف حتى بلغ قوله
تعالى أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبا

وأعجب من أصحاب الكهف قتلي وحملي وأخرج أبو نعيم
من طريق ابن لهيعة عن أبي قبيل قال لما قتل الحسين
احتزوا رأسه وقعدوا في أول مرحلة يشربون
النبيذ فخرج عليهم قلم من حديد فكتب سطرا
بدم، شعر

أترجوا أمة قتلت حسينا
شفاعة جده يوم الحساب

ابونعیم نے روایت کی ہے کہ بسلسلہ ابن لہیعہ سے اور انھوں نے ابی قبیل سے سنا کہ جب امام حسین شہید ہوئے ان کا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف لے جایا جانے لگا تو سر لے جانے والوں نے اپنے سفر کی پہلی منزل میں قیام کیا اور خرمے کا شیرہ پینے لگے تو غیب سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اس نے خون سے ایک شعر لکھا۔ ترجمہ

حیرت ہے کہ قاتلانِ حسین، امام حسین کو شہید کرنے کے بعد ان کے جد سے بروز قیامت شفاعت کی امید بھی رکھتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

امام حسنؑ

(نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا)

ولادت	۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری
جائے ولادت	مدینہ منورہ
شہادت	۲۸ صفر المظفر ۵۰ ہجری
مزار	جنت البقیع (مدینہ منورہ)

امام حسینؑ

(نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا)

ولادت	۳ شعبان ۴ ہجری
جائے ولادت	مدینہ منورہ
شہادت	۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری
مزار	کربلا (عراق)

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے والد کا نام شاہ ولی اللہ ہے۔ شاہ ولی اللہؒ کی دو بار شادی ہوئی۔ پہلی بیگم کی وفات کے بعد دوسری شادی کی۔ اسی بیوی سے پانچ بچے ہوئے سب سے بڑے شاہ عبد العزیزؒ تھے اور یہی شاہ ولی اللہ کے جانشین ہوئے۔

شاہ عبد العزیز ۲۵ رمضان المبارک سنہ ۱۱۵۹ھ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۷۴۶ عیسوی کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام غلام حلیم رکھا گیا۔ تاریخ وفات ۷ شوال سنہ ۱۲۳۹ھ ۵ جون سنہ ۱۸۲۴ عیسوی ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی مذہبی علوم کے حصول اور اس کی نشر و اشاعت میں بسر ہوئی۔ وہ اسلام کے ایک خاص مسلک کے حامی تھے اور اس میں اس قدر شدید تھے کہ انہوں نے اپنے مسلک کی حمایت اور مخالف مسلک کی تردید میں زندگی گزار دی۔

شاہ صاحب نے بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ گیارہ سال کی عمر میں تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ انہیں خاص ذوق قرآن مجید سے تھا۔ بہت اچھے مقرر

Presented by www.ziaraat.com

تھے۔ وعظ بے حد دلنشین انداز میں دیتے تھے۔ سولہ برس کے تھے کہ والد کا انتقال ہوا اور مسند درس سنبھالی۔ سراج الہند کے خطاب سے نوازا گیا۔

جب شاہ صاحب کا انتقال ہوا تو علماء اور عوام میں کہرام مچ گیا۔ نماز جنازہ پچپن بار ادا کی گئی جو اپنے نزدیک ایک منفرد واقعہ ہے۔

شیخ اکرام نے لکھا ہے کہ شاہ صاحب کو موسیقی کے علمی پہلوؤں سے بھی واقفیت تھی۔ آپ گتوں اور راگوں کو پہچانتے تھے۔ شعر و ادب سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ ذوق بھی آپ کی شاعرانہ بصیرت پر بھروسہ اور اعتماد رکھتے تھے۔

شاہ صاحب بہت حاضر جواب تھے۔ آپ کے زمانے میں شیعہ سنی مباحثوں کا زور تھا۔ پھر مسلم عیسائی مناظرے بھی ہونے لگے۔ شاہ صاحب اس میدان کے شہسوار تھے۔ مخالفوں کے سامنے دلائل بھی پیش کرتے اور کبھی کبھی بذلہ سنجی سے کام لیتے۔

ایک بار ایک عیسائی پادری نے شاہ صاحب سے کہا کہ آپ کے نبیؐ حبیب اللہ ہیں تو انہوں نے اپنے نواسے امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر اللہ سے فریاد نہیں کی یا فریاد سنی نہیں گئی۔ شاہ صاحب نے کہا ہمارے نبیؐ نے فریاد تو کی لیکن انہیں جواب ملا کہ تمہارے نواسے کو قوم نے ظلم سے شہید کیا لیکن ہمیں اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰؑ کا صلیب پر چڑھنا یاد آ رہا ہے۔

ایک بار ایک شخص کسی مصور کی کھینچی ہوئی ایک تصویر لایا اور کہنے لگا یہ تصویر جناب رسالت مآبؐ کی ہے۔ (نعوذ باللہ) اسے کیا کرنا چاہیے۔ شاہ صاحب نے کہا پیغمبر صاحب روزانہ غسل فرماتے تھے اس تصویر کو بھی غسل دے کر دھو ڈالو۔

شاہ صاحب بعض معاملات میں بہت وسیع القلب بھی تھے مثلاً کنہیا جی کو اولیاء میں شمار کرتے تھے۔ انگریزی درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرنے کو مباح قرار دیتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

"سر الشہادتین" کی اہمیت

شاہ عبدالعزیز کی دو تصانیف ایسی ہیں جو بعض کے نزدیک متضاد موضوعات کی حامل ہیں یعنی تحفہ اثنا عشریہ اور سر الشہادتین۔ لیکن یہ نظریہ سراسر غلط فہمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔

شاہ صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ سنہ ۱۲۰۴ھ میں تالیف کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شاہ صاحب کی ذاتی تالیف نہیں تھی۔ بلکہ اس کے اصل مصنف کا نام نصراللہ کابلی ہے تاہم اس کا شمار شاہ صاحب کی قلمی کاوشوں ہی میں کیا جاتا ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ نے برصغیر کے مذہبی حلقوں میں جو تہلکہ مچا دیا تھا اس کے اثرات آج بھی واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ کتاب شیعہ عقائد کی تردید میں لکھی گئی تھی آج اہل تشیع کے خلاف جو کتاب، تحریر یا تقریر نظر آتی ہے وہ اسی کتاب کی بازگشت یا استفادے پر مبنی ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں شیعہ علماء نے بھی حق قلم ادا کر دیا

مولوی دلدار علی مجتہد نے چھ کتابیں اس کے رد میں لکھیں۔ علامہ حکیم مرزا محمد کامل دہلوی نے نزہت اثنا عشریہ لکھی۔ مفتی محمد قلی خاں کشوری نے . . . . . تحفہ کی تردید میں تیس ہزار سے زائد سطروں پر مشتمل کتابیں تصنیف کیں۔ مولانا سید محمد سلطان العلماء (جانشین مولوی دلدار علی) نے تردیدی رسائل لکھے۔

تحفہ اثنا عشریہ کی وجہ تالیف خود شاہ عبدالعزیز نے یہ بیان کی ہے۔

" غرض تحریر اس رسالے اور تسوید اس مقالے سے یہ ہے کہ ہمارے زمانے اور شہروں میں بالفعل مذہب یہاں تک مروج ہو گیا اور پھیل گیا ہے کہ بہت کم گھر ہوں گے جن میں دو ایک آدمی شیعہ مذہب نہ ہو گئے ہوں اور اس عقیدے کی طرف راغب نہ ہوں۔

تحفہ اثنا عشریہ نے شاہ صاحب کے مقصد تالیف میں کس حد تک مثبت کردار ادا کیا یا نہیں کیا یہ امر موضوع بحث نہیں ہے مگر اس کا ایک منفی اثر ضرور ہوا اور وہ یہ کہ . . . . بعض حلقوں میں ناصبیت کو فروغ حاصل ہونے لگا اور لوگ شیعیت دشمنی کو اہل بیت دشمنی سمجھنے لگے۔ غالباً یہی سبب تھا کہ شاہ عبدالعزیز نے رسالہ سر الشہادتین تصنیف کیا جس میں حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے کمال عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ سنہ ۱۲۲۶ھ کی تصنیف ہے۔

سر الشہادتین سنی مسلک کی نمائندہ تصنیف ہے جس سے ثابت

Presented by www.ziaraat.com

ہوتا ہے کہ اہل سنت اہل بیت کے اسی قدر مداح اور جانثار ہیں جیسے اہل تشیع ہیں۔ اس کتاب سے ناصبیت یعنی اہل بیت دشمنی کی روک تھام ہوتی ہے۔ ناصبیت وہ فتنہ ہے جس سے علمائے اہل سنت ہمیشہ نبرد آزما رہے ہیں۔

مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی نے اپنی تصنیف " اس دور کا عظیم فتنہ " میں جہاں دیگر مکاتیب کا ذکر کیا ہے وہاں پر ناصبیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

" ناصبیت کا فلسفہ بھی کس قدر عجیب و لغو ہے کہ وہ شخص جو پورے عالم اور پوری انسانیت کے لیے مینارہ نور اور مشعلِ ہدایت بن کر آیا تھا وہ جب اس دنیا سے گیا تو اس کی بے چارگی کا یہ عالم ہے کہ اس کے گھر والے، اس کی بیٹی، اس کا داماد اس کے نواسے کوئی بھی تربیت یافتہ نہ تھا اور انہوں نے اپنی اینچ پیچ اور اپنے ذاتی مفادات اور حکومت و سلطنت کے لیے لڑائیاں لڑیں، مسلمانوں کا خون بہایا، انکے فلسفے سے ایک عجیب سی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ جو سراسر غلط ہے عقل جس کا بداہتہ انکار کرتی ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی گمراہ ان کی تائید کرے مگر قرآن و حدیث سے ان کی ذرہ برابر بھی تائید نہیں ہوتی "

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کی تصنیف ناصبی سازش (مکتبہ اہلسنت

والجماعت قاسم آباد لیاقت آباد کراچی) کے پیش لفظ کا آغاز مولانا نعمانی نے اس طرح کیا ہے۔

" اس نازک وقت اور خطرناک ترین دور میں اہل سنت جس صورت حال سے غیر شعوری طور پر دوچار ہوتے جا رہے ہیں اور جس گہری سازش کا شکار بنتے جا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اندرونِ خانہ " حب صحابہ " اور " ردِ شیعہ " کا لیبل لگا کر بکمال ذہانت مذہب اہل سنت کا تحریف شدہ جدید ایڈیشن تیار کیا جا رہا ہے " خلافت راشدہ " جیسی دینی اصطلاحات جن کا خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی طرف سے مفہوم و مصداق بالکل متعین ہے اس کی اصلی دینی حدود کو توسیع کر کے بے وزن اور بے اثر بنایا جا رہا ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور خلیفہ رابع حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقابلے میں " یزید " و " مروان " کو اعلیٰ سیرت کا حامل، پیکر محاسن، خادم دین و ملت اور فہیم و مخلص باور کرایا جا رہا ہے اور یہ خفیہ تحریف یہ نت نئی تبدیلی اور خطرناک سازش خود چند نام نہاد اہل سنت افراد کے ہی ہاتھوں انجام پا رہی ہے۔

ع ~ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

چنانچہ فی الوقت ملک کے طول و عرض میں غیر محدود طور پر ناصبیت کو فروغ دینے کی کوشش جا رہی ہے "

Presented by www.ziaraat.com

اس صورت حال میں جس کا ذکر مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا عبد الرشید نعمانی نے کیا ہے ایسی کوششوں کو سراہنا چاہیے جن کا مقصد مسلمانوں کو ناصبیت کے چنگل سے نجات دلانا ہے ۔

سر الشہادتین ایسی ہی تصنیف ہے جس نے اپنے عہد میں اور بعد میں بھی علی مرتضیٰؑ، امام حسنؑ، اور امام حسینؑ سے محبت کے جذبات بیدار کیے ۔

Presented by www.ziaraat.com